شام میں نسل کشی کا المیہ

کینان قیصر ○

شامی آمر بشارالاسد کے ہاتھوں شام میں قتلِ عام ہو رہا ہے، جس نے ۲ لاکھ سے زیادہ سول آبادی کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ ان میں سے بیش تر اہلِ وطن کو اپنے بنیادی حقوق اور جمہوریت کے لیے آواز بلند کرنے پر مار ڈالا گیا اور اس میں سفاکی کی انتہا یہ ہے کہ یہ کام کرتے وقت قاتل طبقے نے مخصوص مذہبی ذہنیت کو مرکزی اہمیت دی۔ مارے جانے والوں کی بڑی اکثریت سُنّی عرب آبادی پر مشتمل ہے، جنھیں انسانوں سے بدتر مخلوق سمجھ کر فنا کیا گیا ہے۔

بشارالاسد کی فوجیں ایک اور بدترین قتلِ عام کے لیے ادلب (Idlib) کے دروازے پر دستک دے رہی ہیں۔ ادلب کو ۲۰۱۱ء کے بعد بشار اپنے خلاف جمہوری اور انسانی حقوق مانگنے والوں کا آخری مرکز تصور کرتا ہے، وہاں سے مزید ۳۰ لاکھ آبادی کو اسلحے کے زور پر اپنے گھروں سے بے دخل کر کے، ترکی اور یورپ کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

یاد رہے ترکی نے ادلب کی سرحد پر بار بار جنگ بندی ختم کی، تاکہ وہاں سے شامی آبادی کے بہاؤ کو ترکی کی طرف بڑھنے سے روکا جاسکے۔ اُدھر بشار کی شامی فوجوں نے بمباری کر کے ۳۰ ترک فوجیوں کو گذشتہ فروری میں مار دیا جس پر ترکی نے محدود جوابی کارروائی کی، تاکہ جنگ کے پھیلاؤ کو بڑھنے نہ دیا جائے اور امنِ عالم کے لیے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جائے۔

آج کے بشارالاسد کے شام میں، عصرِ جدید کا 'ہولوکاسٹ' ہو رہا ہے۔ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے جا رہا ہے، اس سے بدترین کی اور کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ بشار ایڑی چوٹی کا

○ شامی نژاد طالب علم، شکاگو یونی ورسٹی اور رکن 'شامی امریکی کونسل'

زور لگا کر اقتدار پہ قابض رہنا چاہتا ہے۔ مجموعی طور پر ۵ لاکھ شامی اس جنگ میں لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ ایک کروڑ ۳۰ لاکھ بے گھر ہو کر دُنیا بھر میں دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ یہاں پر سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا بشارالاسد کو اس کا موقع فراہم کیا جائے گا کہ وہ ۱۰ لاکھ لوگوں تک کو قتل کر ڈالے؟ بدقسمتی کی بات ہے کہ ساری دنیا خاموشی سے اس وحشیانہ یلغار اور قتل عام کو دیکھ رہی ہے۔

شام کو فضائی حملوں سے روکنے کا اہتمام ہونا چاہیے تاکہ وہ بے گھر شامیوں کے درماندہ اور ہجرت کرتے بے یارومددگار رہوئے مظلوموں کو فضائی بم باری اور مشین گنوں سے نہ مار سکے۔ سُنّی شامیوں کی نسل کشی پر تلے ہوئے بشارالاسد کے حامی کہتے ہیں کہ ''ہم تو مغربی سامراجیوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں''۔ لیکن کیا وہ اس بے بنیاد دعوے کی تائید میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس مقصد کے لیے بشارالاسد روسی سامراجیوں سے مدد حاصل کر کے یہ مقصد حاصل کر رہا ہے؟ کیونکہ ان مظلوموں کے قافلوں پر حملے کرنے والوں میں بشار کی فوجوں کے ساتھ روسی فضائیہ بھی برابر گھناؤنا کھیل رہی ہے۔

یہ سوال توجہ چاہتا ہے کہ ''کیا دنیا میں بسنے والے حکمران اور عوام الناس، شام میں برپا نسل کشی کو درست سمجھتے ہیں؟ کیا وہ اس متفق علیہ عہد کو بھول گئے ہیں کہ آیندہ کبھی ہولوکاسٹ نہیں ہونے دیا جائے گا؟ کیا وہ واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ شام کے یہ مظلوم اور خانماں برباد لوگ، انسان نہیں ہیں؟ اگر دنیا کے لوگ اپنی ذات اور اپنے ضمیر سے مخلص ہیں تو جواب دیں کہ کیا برطانیہ یا اسپین کے ۲ لاکھ عام انسانوں کو یوں ذبح کر دیا جاتا تو وہ واقعی یوں ہی خاموش رہتے؟ حالانکہ اہلِ مغرب اور امریکا کی عظیم اکثریت، دوسری جنگِ عظیم کے دوران جرمنی میں یہودیوں کے خلاف ہولوکاسٹ پر بجا طور پر تڑپ اُٹھی تھی، لیکن آج وہ ضمیر کیوں سو چکا ہے؟

درحقیقت یہ تلخ سوال پھن پھیلائے کھڑا ہے کہ مغربی ضمیر، شام میں نسل کشی کو کچھ بھی سنجیدہ مقام نہیں دیتا۔ بشارالاسد کی فوجیں اندھا دھند سویلین آبادی پر آگ برسا رہی ہیں۔ وہ مردوں، عورتوں اور بچوں پر تسلسل کے ساتھ گیس اور کیمیکل بم برسا کر انھیں خوفناک اذیت سے دوچار کرتے ہوئے مار رہا ہے۔ وہ 'داعش' کو شام میں اس طرح کام کرنے کی اجازت دے رہا ہے، کہ دنیا کی توجہ کو اپنے ہاتھوں قتلِ انسانی سے ہٹا سکے۔ وہ اپنے فوجیوں کے ساتھ مسلسل کوشاں ہے کہ

مقتولین کی اجتماعی قبروں کو دنیا کی نظروں سے بچائے اور داعش کے وجود کو خبروں کی سرخیوں میں اُبھارے۔ امر واقعہ ہے کہ بشار اور داعش، دونوں افواج نے شام میں آزادی کی اس جدوجہد کے پروانوں کو قتل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کی ہے اور پورے المیے کو مغالطے کی نذر کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

دوسری طرف ہزاروں شامی سُنّی مسلمان، بشار کے اذیت خانوں میں قید میں سڑتے، روزانہ مرتے اور روزانہ بے بسی کی زندگی جیتے ہیں۔ وہ دُعا اور التجا کرتے ہیں کہ یااللہ! کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج۔ مگر افسوس کہ ان ہزاروں مجروح قیدیوں کی مناجاتیں، جیل خانوں کی دیواروں سے ٹکرا کر لوٹ آتی ہیں۔ اور پھر جب ان کی لاشیں، بے رحمی سے مارے گئے جانوروں کی طرح کسی ویرانے میں پڑی نظر آتی ہیں، تو خود انسانیت شرما جاتی ہے۔ ایسی ہی ایک لاش کی تصویر جب عام ہوئی تھی تو امریکی حکومت نے بشار اور اس کے افسروں پر محض کچھ مدت کے لیے پابندی عائد کرکے، اپنی 'انسان دوستی' کا مضحکہ خیز ثبوت دینے کی کوشش کی تھی، مگر اس کے ہاتھوں انسانی قتلِ عام کو روکنے کے لیے کچھ اقدام نہ کیا۔

ہمارے مظلوم اور معصوم بچوں کی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔ ہمارا مجموعی خاندانی، تہذیبی، اخلاقی، شہری اور تعلیمی مستقبل تباہی کے دھانے پر ہے۔ دُنیا انتشار اور بحران کے سوداگروں کے رحم وکرم پر ہے، اور سرزمین شام اس المیے کا گڑھ ہے۔ یہاں پر مَیں ہولوکاسٹ سے بچ جانے والے ایلی ویسل کا یہ قول دُہرانا چاہوں گا:

> میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انسانیت کو پہنچنے والے دُکھ اور درد پر کبھی خاموش نہیں رہوں گا، اور ہر انسان کو پکاروں گا کہ وہ ظلم کی اس سیاہ رات میں غیر جانب دار نہ رہے۔ ظلم کا ہاتھ روکے، اس کی مذمت کرے اور مظلوم کی آواز بنے، اس کا ساتھ دے۔

شام میں روز افزوں انسانی نسل کشی پر دنیا کی بے خبری اور لاتعلقی درحقیقت انسانی تاریخ کا اندوہ ناک المیہ ہے۔ کون ہے جو اس المیے کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرے گا؟ (روزنامہ دی واشنگٹن پوسٹ، نیویارک، ۱۱ مارچ ۲۰۲۰ء، ترجمہ: س م خ)